



الصلوة والسلام نے جو کچھ کہا تھا وہی بات لکھی گئی ہے۔ جو لکھی گئی ہے وہی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی۔ اس کے بعد بھی بہت سے ملفوظات شائع ہوئے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں شائع نہیں ہوئے تھے مگر ان کو مختلف راویوں کی سچائی تقویت دیتی ہے اور مختلف راویوں کا آپس میں ان امور پر اتفاق کرنا بتاتا ہے کہ وہ اگرچہ الگ الگ ہیں، مختلف جگہوں کے رہنے والے ہیں مگر ملفوظات کے وقت چونکہ وہ بھی حاضر تھے انہوں نے وہی بات بیان کی ہے جو دوسرے راویوں نے بیان کی ہے۔ اب ملفوظات کا جو حصہ میں آپ کے سامنے پڑھنے لگا ہوں وہ یہ ہے۔

”اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔“ اب یہ بات تو آپ کو بڑی عجیب سی لگے گی۔ اگر ظاہری نظر سے دیکھیں کہ اللہ سے محبت کے نتیجے میں دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے اور کراہت ہو جاتی ہے۔ اللہ سے محبت ہی کے نتیجے میں دنیا سے بچی رحمت اور شفقت اور محبت کا سلوک انسان کو عطا ہوتا ہے۔ تو یہاں دنیا دار اور مادہ پرستوں کا ذکر ہے۔ وہ جو خدا کو چھوڑ کر مٹی چائے والے لوگ ہیں ان سے کراہت پیدا ہوتی ہے اور وہ کراہت بھی ایک نفرت کا رنگ رکھنے کے باوجود ان لوگوں کو مجبور کر دیا کرتی ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے ہر قربانی کریں۔ تو اصلاح کے لئے کوشش کرنا اس نفرت کے نتیجے میں مدہم نہیں پڑتا بلکہ جتنی زیادہ کراہت ہوتی ہے اتنی زیادہ انسان جدوجہد کرتا ہے کہ ان کو اس گندگی سے پاک و صاف کر دے اور اس گند چائے سے ان کو روک دے۔

یہ وضاحتیں ضروری ہیں ورنہ عام طور پر جو ہمارے اردو دان بھی ہیں وہ بھی سرسری نظر سے پڑھیں تو ان کو ان باریک باتوں کی غالباً سمجھ نہیں آئے گی لیکن جو زیادہ عالم نہیں ہیں سادہ مزاج احمدی ہیں ان کے لئے تو یہ وضاحتیں ضروری ہیں بہر حال۔ ”بالطبع تمہاری اور خلوت پسند آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بھی یہی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تمہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے اور ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام کا اور راحت کا سامان نہ تھا اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو آپ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت آتی جاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں ان میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی۔“

اب یہ مضمون اسی قبیل سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکالا ہے اور عام طور پر اس قبیل کے تعلق میں آپ کو یہ مضمون کہیں اور سنائی نہیں دے گا، کہیں اور آپ اس کو نہیں پڑھیں گے۔ صرف یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہوں نے ایسا شاندار طبعی نتیجہ نکالا ہے قبیل کا۔ غار حرا میں اب بھی جو جانے والے جاتے ہیں اور جہانک کے دیکھتے ہیں ان کو ڈر لگتا ہے۔ وہ ایسی جگہ ہے اول تو اس کا چڑھنا مصیبت اور پھر اکیلے سفر کرنا اور غار میں جا کے بیٹھے رہنا آج کل بھی جو کمزور دل والے ہیں ان کو ڈر لگتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کئی دن وہاں جا کر ٹھہر جانا یہ آپ کی شجاعت کی علامت ہے۔ آپ بہت بہادر تھے۔

پس وہ لوگ جو اندھیروں سے ڈرتے ہیں اور جنہوں بھوتوں کا خوف کھاتے ہیں ان کے لئے یہ اسوہ رسول ایک بہت بڑی علامت ہے اس بات کی کہ خدا والے خوفزدہ نہیں ہوا کرتے۔ جب غیر اللہ کا تصور ہی اٹھ گیا ہو تو نقصان کس نے پہنچانا ہے۔ یہ مضمون ہے جو شجاعت اور توکل کے ساتھ جڑواں بھائیوں کی طرح ہے۔ دیکھیں جتنا خدا پر اعتماد بڑھے گا جتنا یقین ہوگا اتنا ہی زیادہ غیر اللہ کا خوف اٹھتا جائے گا اور اگر نہیں اٹھے گا تو مومن کا کام ہے کہ ضرور اس کو فوڑے اور اس کو رد کرے۔

یہ میں نے اپنا تجربہ بھی ایک دفعہ بیان کیا تھا، شاید بھول گئے ہوں کچھ لوگ، کسی ضمن میں میں نے بیان کیا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابا جان اور سارے پہاڑ پر گئے ہوئے تھے اور میں اپنے گھر کے صحن میں اکیلا سویا کرتا تھا اور بعض دفعہ سوتے ہوئے ڈر لگتا تھا کیونکہ کہانیاں بھی عجیب و غریب مشہور تھیں کہ ایک جن آیا کرتا ہے کوئی نالے پر اندے پینے والی عورت ہے جو چھت پر سے چھلانگ لگا کے آیا کرتی ہے۔ اس قسم کی کہانیاں پرانے زمانے سے چلی آ رہی تھیں اس گھر کے متعلق۔ تو ایک دفعہ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو شرک ہے۔ اگر کوئی بلا، کوئی جن نقصان پہنچا سکتا ہے اللہ کے اذن کے بغیر تو یہ بھی تو ایک شرک کی قسم ہے۔ تو میں کیوں ڈر رہا ہوں، مجھے کیوں نیند نہیں آرہی اسلئے میں نے مقابلہ کرنا ہے اب اس کا۔ اور اپنے آپ پہ تخیل کر کے بھی مقابلہ کرنا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مجھے بہادری عطا ہو۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد پھر میں نے خوب نظر دوڑائی کہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ ڈرنے والی جگہ ہے۔ ہمارے ہاں ایک

چھوٹا سا کمرہ ہوا کرتا تھا اس کمرے کے متعلق بڑی روایتیں تھیں کہ بڑی بلائیں وہاں ہوتی ہیں اور خاص طور پر وہ چینی کی جگہ جہاں ہوتی تھی جہاں وہ آگ جلائی جاتی ہے اس کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ یہ بڑی خطرناک جگہ ہے۔ تو میں رات کو اٹھا اور دروازہ کھول کے اس کمرے کی چینی میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اب جو بلاء آئی ہے آجائے اور میں اللہ پر توکل کرتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ کوئی بلاء مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک اللہ نہ چاہے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اتنا سکون ملا ہے آرام سے چلا گیا بستر پر پڑتے ہی نیند آگئی، کوڑی کی بھی پرواہ نہیں رہی۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت کو پڑھتے ہوئے مجھے یہ اپنا ذاتی واقعہ یاد آ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ششاساتھ ان باتوں کے۔ باوجود اس کے کہ خود آپ پر ایسا کوئی وقت نہیں گزرا لیکن صاحب عرفان تھے، انسانی نفسیات کو سمجھتے تھے۔ تو میں نے جو چیزیں تلخ تجربوں سے سیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک عرفان کی صورت میں روشن تھیں اور یہی وہ مضمون ہے جو آپ غار حرا کے تعلق میں بیان فرما رہے ہیں۔ بے انتہا بہادر تھے اور اللہ پر کامل ایمان اور اللہ پر توکل کرنا اور اس کے نتیجے میں قبیل جو شروع کی عبارت میں نے پڑھی تھی دیکھیں کس طرح مضمون آپس میں جڑواں ہیں۔ قبیل اس لئے کیا تھا کہ اللہ پر توکل تھا اور اللہ سے محبت تھی اور اس کی خاطر تمہائی سے بالکل بے خوفی ہو گئی تھی، کوئی ذرا سا بھی ڈر باقی نہیں رہا۔

”جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت آتی جاتی ہے۔“ یہ تو لازمہ ہے اس کا۔ ”اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔“ اب یاد رکھو آپ میں سے کون کون بزدل ہے وہ اپنے نفس پہ غور کر کے دیکھ لے۔ مومن صرف جنات سے ہی بے خوف نہیں ہوتا بلکہ ہر دنیا کی بلاء سے بے خوف ہو جاتا ہے اور بے خوفی کا نسخہ یہ ہے۔ آپ کو طرح طرح کے خوف گھیر لیتے ہیں لوگ مجھے لکھتے رہتے ہیں خطوں میں کہ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں یہ نہ ہو جائے، وہ نہ ہو جائے۔ ان کو میں لکھتا ہوں کہ وہ دعا کیا کرو کہ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِن رَّوْعَاتِنَا۔ اے اللہ ہماری اندرونی کمزوریوں پہ پردہ ڈال دے، جو ہمارے چھپانے کی جگہیں ہیں جن کو ہم چھپانا چاہتے ہیں ان پر اپنا ستاری کا پردہ رکھ لے وَ اٰمِن رَّوْعَاتِنَا اور ہمارے خوفوں کو امن میں تبدیل فرما دے۔ یہ ایک بہت اچھی دعا ہے جس کو میں نے بارہا آزما کے دیکھا ہے۔

جب بھی اس قسم کے خطرات درپیش ہوں تو دراصل یہ خطرے دو ہی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ کچھ کمزور انسان اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمیشہ خطرہ رہتا ہے کہ یہ پردہ پھٹ نہ جائے اگر پردہ پھٹ گیا تو دنیا دیکھے گی۔ تو ایک بڑا خوف اس بات کا رہتا ہے اور اکثر لوگوں کو اس قسم کا خوف لاحق ہوتا ہے کیونکہ انسان کمزوریوں کا پتلا ہے اور دوسرا خوف وہ ان دیکھے خطرات ہیں جو باہر سے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں کبھی حکومت کی طرف سے، کبھی پولیس کی طرف سے، کبھی بد معاشوں کی طرف سے، کبھی ڈاکوؤں کی طرف سے، ہر قسم کے خطرات اس کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض ملکوں میں یہ روزمرہ کی زندگی کا دستور بن گیا ہے۔ اب پاکستان سے اکثر جو خط آتے ہیں وہ انہی خطرات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے بچنے کے لئے دعا کے لئے خط آتے ہیں۔ ان کو میں جواباً یہی لکھتا ہوں کہ اس دعا پر غور بھی کرو اور یہ دعا مانگا کرو تو پھر خطرات سے تم بے خوف ہو جاؤ گے۔

اور یہ بے خوفی دو طرح سے نصیب ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اللہ واقعہ ان خطرات کو نال دیتا ہے۔ آپ کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کس کس موقع پر اللہ کی کس تقدیر نے کیسے کام کیا۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک خط آیا اور وہ عجیب سا خط تھا۔ وہ لکھنے والا کہتا ہے اس کے اپنے عزیز دوست کا واقعہ ہے کہ اسے ڈاکو پکڑ کر لے گئے اور بہت سختی اس پر کی اور دھکیلتے ہوئے بندوق کی نوک پر اس کو لے گئے تاکہ اس کو وہاں لوٹ کر وہ قتل بھی کر سکتے تھے، جو بھی کرنا تھا انہوں نے کرنا تھا۔ کہتے ہیں جب وہ لے گئے تو مجھ سے انہوں نے ایک سوال کیا اور وہ سوال یہ تھا کہ تم کون ہو، کس مذہب سے تمہارا تعلق ہے؟ اس شخص کو یہ توکل نصیب تھا اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ احمدی کہلائے پر اسے کیا ہوتا ہے۔ اس نے بڑی جرأت سے کہا کہ میں احمدی ہوں اللہ کے فضل سے اور جو تم نے کرنا ہے کرو احمدیت سے میں پھر نہیں سلکتا نہ احمدیت کو چھپا سکتا ہوں۔ کہتے ہیں یہ بات سنتے ہی انہوں نے کہا کہ اچھا تم احمدی ہو تو لو اپنا سامان پکڑو اور چلے جاؤ۔ یعنی چلے جاؤ ان معنوں میں کہ اس کو دوبارہ آنکھوں پر پٹی باندھی تاکہ پتہ نہ چلے کہ کہاں آیا تھا اور کہاں سے لے جایا جا رہا ہے اور اسے اسی جگہ واپس چھوڑ گئے جہاں سے انہوں نے اس کو اٹھایا تھا۔ اب اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ توکل کا یہ بھی نتیجہ ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف توکل والے کو اگر نقصان پہنچ بھی جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے مجھے دیا تھا اور اسی نے واپس لے لیا، اس نے امتحان لیا تو میں اس امتحان میں کیوں ناکام ہوں اور پھر اللہ اس کو بہت دیتا ہے۔ تو یہ دو طرح سے توکل ہیں جو اللہ پر یقین کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور قبیل کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

اب ایک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۶۴ طبع جدید سے لیا گیا ہے۔ عنوان اس کا یہ ہے انبیاء اور رسل کی خلوت پسندی۔ فرماتے ہیں ”یہ مت سمجھو کہ انبیاء و رسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔“ مبعوث ہونے کے لئے درخواست کیسے کر سکتے ہیں وہ تو بھاگتے ہیں دنیا سے اور پتہ ہوتا ہے کہ جہاں مبعوث ہوئے وہاں بے شمار کام اور ذمہ داریاں پڑ جائیں گی۔ ان کو کیسے نبھائیں گے، ان کو نبھانے کی خاطر لوگوں سے ملنا ہے، ہر وقت کی آمدورفت

یہ ساری چیزیں اس بخت کا طبعی نتیجہ ہیں۔

فرماتے ہیں ”ہرگز نہیں۔ وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گنہگار رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر اللہ تعالیٰ زور سے ان کو جہنم سے باہر نکالتا ہے۔“ اب دیکھیں کیسا جبر کرتا ہے اللہ ان کے اوپر کیونکہ اللہ کو ایسے ہی آدمی چاہئیں۔ جس قسم کا ملازم انسان نے رکھنا ہو اگر وہ صفات مل جائیں تو انسان اس کے انکار کے باوجود بھی کوشش یہی کرے گا کہ میں اسے رکھ لوں۔ ایسی بہت سی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں کہ لوگوں نے ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کیا اور حاکم وقت نے زبردستی وہ ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ تو فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ زور سے ان کو جہنم سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تھی کہ آنحضرت ﷺ تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے۔“

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ اور صدق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غیر معمولی محبت کے باوجود باقی نبیوں کا جو حق تھا وہ بھی ادا کرنے سے پیچھے نہیں رہے۔ یہ ہر نبوت کا خاصہ ہے مگر ان کے درجے ہیں، الگ الگ مقامات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خلوت نشینی کا درجہ سارے نبیوں سے بڑھ کر تھا اور جو عناصر ذمہ دار تھے خلوت نشینی کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صورت میں بہت زیادہ شدید تھے۔ پس گو تمام نبیوں میں یہ قدر مشترک ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں سب سے زیادہ پائی جاتی تھی۔

”ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے یہی وجہ تھی جو عار حرامیں چھپ کر رہتے اور عبادت کرتے رہتے۔ ان کو کبھی وہم بھی نہ آتا تھا کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الاعراف: ۱۵۹)۔ وہ یہ وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ عار حرام سے نکلیں اور سارے بنی نوع انسان کو مخاطب ہو کر کہیں، اے انسانو! اے وہ تمام انسانو! اے تمام بنی نوع انسان انی رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا میں تم سب کی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ کوئی ایک انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

”آپ کا منشاء یہی تھا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا اور یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔“ اب ایک اور بات بھی پیش نظر رکھ لیں اچھی طرح۔ جو بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔ اب اس میں گہری حکمت ہے۔ وہ آرزو ان کی نیت کو گندہ کر دیتی ہے اور اپنی بڑائی کی آرزو ان کو ان ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے جو لوگوں کی خاطر انہوں نے قبول کرنی ہوتی ہیں۔ پس جماعت میں یہی حکمت کا نظام رائج ہے۔ دنیا میں اور کوئی ایسی جماعت نہیں جہاں یہ سلسلہ رائج ہو کہ جو شخص بھی اپنے لئے عہدے کی خواہش کرے اس کو ہمیشہ کے لئے عہدوں سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اپنے عہدے کے لئے کسی کو کہے کہ مجھے جن لو اور ثابت ہو جائے اس کو آئندہ سے عہدوں کا نااہل قرار دے دیا جاتا ہے۔ اب یہ بات عجیب سی ہے کیونکہ دنیا کی کسی ڈیموکریسی میں یہ نہیں ہے۔

ہر ڈیموکریسی میں عہدے کی خواہش اس شخص کے دل سے اٹھتی ہے جو کچھ بننا چاہتا ہے اور جب وہ خواہش کرتا ہے تو پھر پراپیگنڈے کی بھی اجازت ہے۔ پھر وہ پارٹیاں بنتی ہیں جو پھر اس کو منتخب کرتی ہیں اس کے ہم خیال لوگ اکٹھے کئے جاتے ہیں تو اس کو ڈیموکریسی کہا جاتا ہے۔ مگر اس ڈیموکریسی ہی میں برقی خرمن موجود ہے، وہ آگ موجود ہے جو خرمن کو جلا دیا کرتی ہے۔ اس لئے دنیا میں کہیں بھی کوئی ڈیموکریسی نہیں سوائے جماعت احمدیہ کے، جس کو سچی ڈیموکریسی کہتے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی جماعت کو نصیب نہیں خواہ وہ سیاسی جماعت ہو خواہ مذہبی جماعت ہو۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس ڈیموکریسی کا جو جماعت احمدیہ کو اللہ نے عطا فرمائی ہے جو بھی عہدے کی خواہش کرے گا وہ اس عہدے کا نااہل۔

اب افغانستان پر نظر ڈال لیں یا پاکستان پر، دیکھیں عہدوں کی خواہشوں نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ساری تباہی پاکستان پر خصوصیت کے ساتھ عہدوں کی خواہش کی وجہ سے ہے اور یہی دوڑ ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھے کچھ نصیب ہو اور اس دوڑ نے سارے ملک کو گندہ کر رکھا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء کا سلسلہ چنا ہے اس میں ہم سب کے لئے ہمیشہ کے لئے سبق ہے۔ انبیاء کو چننے کے طریق نے ہی دنیا کی عظیم الشان راہنمائی فرمائی ہے جو کوئی دنیا کا فلسفی راہنمائی نہیں کر سکتا تھا، نہ کر سکا ہے۔

”آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا۔ یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں ان کو باہر نکالتا ہے اور سب کچھ بنا دیتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں بھی تمہاری کی زندگی کو پسند کرتا ہوں۔“ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سارے بوجھ ڈال دئے گئے تھے اس وقت بھی آپ کے دل کا عالم یہ تھا کہ سب کے اندر رہتے ہوئے بھی تمہاری کو پسند کر رہے تھے۔ ”وہ زمانہ جو مجھ پر گزرا ہے اس کا خیال کر کے مجھے اب بھی لذت آتی ہے۔“ کتنے مزے تھے کہ جب میں اکیلا رہا کرتا تھا۔ کوئی پوچھنے والا نہیں تھا کسی کی ذمہ داری ادا نہیں کرنی تھی۔ اب دیکھو کیسا ہجومِ خلافت ہو گیا ہے مگر اب سوچتا ہوں پرانی باتیں تو بہت مزہ آتا ہے۔ کیسی پیاری زندگی بسر کر رہا تھا۔

”میں طبعاً خلوت پسند تھا مگر خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا اور پھر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تھا۔ میں اس نمود و نمائش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں

اور اس کے حکم سے منحرف ہونا بھی پسند نہیں کر سکتا۔ اس پر دنیا کے جو جی میں آئے کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔“ پس وہ جو بے نیازی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے تو کل کے نتیجے میں عطا ہوتی ہے۔ یہ پھر اسی کا ذکر فرمایا ہے کہ جو چاہے دنیا کتنی پھرے مجھے تو کوئی پرواہ نہیں مگر میرے دل کی وہی حالت ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

ایک اور عبارت ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۷ طبع جدید سے لی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، ”یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اس بات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوں اور اس کی تعریفیں کریں۔“ ہرگز ان کو کوئی حرص نہیں ہوتی لوگ جمع ہوں اور تعریفیں ہو رہی ہیں، ایک ٹکٹھا بن گیا ہے۔ یہ دیکھو یہ بہت بزرگ آدمی ہے، بہت نیک انسان ہے۔ ”وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور ہونے لگے تو انہوں نے بھی عذر کیا۔“ کہ اللہ مجھ پہ قتل بھی ہے، میرا بھائی مجھ سے بولنے میں بہتر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ عذر تھا اصل میں۔ چاہتے نہیں تھے کہ ان پر ذمہ داری ڈالی جائے، ان کو دنیا میں بھیجا جائے تو انہوں نے عذر کیا۔

”اسی طرح آنحضرت ﷺ عار میں رہا کرتے تھے وہ اس کو پسند کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ خود ان کو باہر نکالتا ہے اور مخلوق کے سامنے لاتا ہے۔ ان میں ایک حیا ہوتی ہے۔“ یہ حیا کا مضمون پہلے بھی بیان ہو چکا ہے اسی مضمون کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، ”اور ایک انتظام ان میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ وہ انتظام تعلقات صافی کو چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔“

حیا کیسی ہوتی ہے۔ حیا اس بات کی کہ ایسے لوگوں کی جب تعریف کی جائے تو وہ اندر ہی اندر دل میں بے حد شرم محسوس کرتے ہیں خواہ وہ سچی تعریف ہو خواہ جھوٹی۔ جھوٹی تعریف کو تو وہ کراہت سے دیکھتے ہیں۔ ایسی بات جو ان میں موجود نہ ہو وہ صاف کہیں گے غلط کہہ رہا ہے مجھ میں نہیں ہے۔ کیونکہ بعض لوگ قابل تعریف باتوں میں ایسی باتیں بھی بعض دفعہ بیان کرتے ہیں جو انبیاء کے نزدیک قابل تعریف نہیں اور وہ نہیں ہوتیں ان میں۔ لیکن لوگ کہتے ہیں تو کہتے ہیں غلط ہے، بالکل یہ بات نہیں۔ مگر اپنی تعریف سے شرماتے ہیں۔ اور یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ مخلوق کے سامنے خدا لاتا ہے حالانکہ وہ مخلوق سے شرماتے ہوتے ہیں اور یہاں شرمنا بدیوں کی وجہ سے نہیں، نیکیوں کی وجہ سے ہے۔

اب دیکھیں کتنا فرق ہے ان دو شرمانے کے انداز میں۔ ایک شخص کو اگر وہ بدیوں سے پر ہو اور اسے باہر ننگا کیا جائے دیکھیں کتنا شرمائے گا۔ انبیاء کا حال بالکل جداگانہ ہے وہ جب خدا کے حکم پر باہر نکلتے ہیں تو بے حد شرماتے ہیں، کنواری دلہن سے بھی بڑھ کر شرماتے ہیں کہ اب تو میری خوبیاں ظاہر کی جائیں گی مجھے لوگوں کے سامنے ان معنوں میں ننگا کیا جائے گا کہ میرے سارے چھپے ہوئے ہنر اور خوبیاں اور حسن یہ ان پر ظاہر کر دئے جائیں گے اور ایسا ہی اللہ کرتا ہے۔

”اور ایک انتظام ان میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ وہ انتظام تعلقات صافی چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔“ تعلقات صافی کیا ہوئے۔ ایسے تعلقات جن پر دنیا کی نظر ہی نہیں۔ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اور حقیقی محبت رکھتا ہے اس سے تعلق اور اس سے تمہائی اور خلوت کے دوران ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کوئی اور بھی اسے دیکھ رہا ہو۔ صرف وہ ہو، اس کا محبوب ہو بس یہی اس کی زندگی ہو جاتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں۔ تعلقات صافی کو چاہتا ہے جس میں کسی غیر کی آمیزش نہ ہو۔ ”وہ انتظام تعلقات صافی کو چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ لیکن وہی انتظام اور صفائی قلب اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کو پسندیدہ بنا دیتی ہے۔“

اب جتنا وہ زیادہ علیحدگی میں محبت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اللہ کو اتنے ہی پیارے لگتے ہیں۔ تو دنیا سے بے نیاز، قطع نظر اس کے کہ کوئی ان کے حسن کو جانتا ہے یا نہیں مجھ پر ہی اپنا حسن کھول رہے ہیں اور میری خاطر خدا ہیں میرے ہی لئے وقف ہیں۔ چنانچہ یہ انتظام ان کو اور بھی زیادہ اللہ کی نظر میں پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ ”اور وہ ان کو اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ کر لیتا ہے۔“ اس انتظام کے باعث یہ جانتے ہوئے کہ اپنے نفس کی ان کو ادنیٰ بھی حاجت نہیں ہے کسی نفسانی خواہش کی خاطر یہ کچھ بھی نہیں چاہتے، صرف میرے لئے ہیں جب میرے لئے چاہتے ہیں تو پھر لازماً اللہ جانتا ہے کہ میری مخلوق کا سب سے زیادہ حق یہی ادا کر سکیں گے۔ یہ ہے ان کو نبی بنانے کی مصلحت۔

”وہ ان کو اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ کر لیتا ہے۔“ برگزیدہ کا ایک عام مفہوم یہ ہے کہ بزرگ انسان، وہ بڑا برگزیدہ آدمی ہے۔ مگر یہاں ”اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ بنے رہتے ہیں ان معنوں میں وہ برگزیدہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی اصلاح خلق کے دوران یہ بھی تو ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ تعین اللہ سے ٹوٹ کر یا کچھ مدہم ہو کر بنی نوع انسان کی طرف منتقل ہو تارہے لیکن اللہ جانتا ہے کہ ان کا تعلق مجھ سے بنی نوع انسان کی تربیت کے دوران کم نہیں ہو گا بڑھتا ہی چلا جائے گا کیونکہ وہ جو تکلیف ہو رہی ہے ان کو وہ اور زیادہ میری طرف کھینچے گی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ جملے بہت ہی گہرے مضمون کے حامل ہیں۔

”وہ ان کو اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ کر لیتا ہے جیسے حاکم چاہتا ہے۔“ یعنی کوئی حاکم دنیا کا ”جیسے حاکم چاہتا ہے کہ اسے کارکن آدمی مل جاوے اور جب وہ کسی کارکن کو پالیتا ہے تو خواہ وہ انکار بھی کر دے مگر اسے منتخب کر ہی لیتا ہے۔“ دنیا میں بھی اگر کسی حاکم کو ایسا آدمی مل جائے کہ اس کو عمدے سے کوئی لگن نہ ہو اور عمدے سے بھاگنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس کو پکڑے گا کہ ”تو ہی تو مجھے چاہئے اس لئے اب میں تمہیں جانے نہیں دوں گا، تمہیں مجبور کروں گا کہ تم یہ عمدہ سنبھالو۔“ اسی طرح اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مامور کرتا ہے وہ ان کے تعلقات صافیہ اور صدق و صفا کی وجہ سے انہیں اس قابل پاتا ہے کہ انہیں اپنی رسالت کا منصب سپرد کرے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر ایک قسم کا جبر کیا جاتا ہے۔

اب اللہ جبر بھی کرتا ہے تو اپنے پیارے بندوں پر، مگر ایک قسم کا جبر جو ہے اس نے اس مضمون کو نرم کر دیا ہے۔ ”انبیاء علیہم السلام پر ایک قسم کا جبر کیا جاتا ہے۔ وہ کو ٹھڑیوں میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی کو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ جبر ان کو کو ٹھڑی سے باہر نکالتا ہے پھر ان میں ایک جذب رکھتا ہے اور ہزار مخلوق طبعاً ان کی طرف چلی آتی ہے۔“ یہی واقعات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہمیں ملتے ہیں۔ آپ کے صحابہ کی روایات میں ملتے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ریتی جملہ میں جا رہے تھے جو قادیان میں ایک کھلی ریت کی جگہ تھی۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اس وقت عشاق کا ایک ٹکڑا تھا آگے پیچھے دوڑے پھرتے تھے اور ایک عجیب منظر تھا ان کے عشق کا، ان کی فدائیت کا۔ تو ایک سکھ نکل آیا وہاں سے اس نے کہا ”غلام احمد! تو ابی اے نا جنوں تیرا بیوی میرے نال چھوٹے ہندے لھلھن واسطے ڈاہ دیا کر داسی۔“ یعنی بے بیٹے کیا زمانہ آ گیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ تمہارا باپ مجھے تجھ سے کشتی کروایا کرتا تھا اور یہ اس نے نہیں بتایا کہ کون گرایا کرتا تھا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام ہی گراتے ہو گئے۔ ورنہ وہ کتنا ”میں تینوں ڈھالیا کر داسی۔“ بالکل نہیں کہا ”تے ہن دیکھو جی اے لوگ سارے تیرے نال تھے پھر دے نے۔“ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی بھی پرواہ نہیں تھی کون تھے پھر والے، کیوں تھے پھر دا اے۔ آپ کو تو تمہاری چاہئے تھی مگر یہی واقعہ ہر نبی کی زندگی میں اللہ تعالیٰ دوہرا تارہتا ہے۔

”اگر خدا تعالیٰ مجھے یہ اختیار دے۔“ یہ اقتباس ملفوظات جلد نمبر ۳۱۱ طبع جدید سے لیا گیا ہے۔ ”اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کسی کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں گا۔“ اس سارے کاروبار کے باوجود جہاں تک میرے دل کی تمنا ہے میں خلوت ہی کو اختیار کروں۔ ”مجھے تو کشاں کشاں میدان عالم میں اسی نے نکالا ہے۔“ کشاں کشاں جیسے کھینچ کھینچ کے نکالا جاتا ہے۔ ”جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا تعالیٰ کے کون واقف ہے۔ میں قریب پچیس سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت میں کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امر سے مجبور ہوں۔“

اب آپ کو جتنی بھی روایتیں ملتی ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام مل کر بیٹھا کرتے تھے یہاں تک کہ کھانا بھی باہر کھاتے رہے اس سے اندازہ کریں کہ کتنی مشکل تھی یہ بات لیکن رضائے باری تعالیٰ، اللہ کا حکم ہے اس وقت بھی آپ کی ایک تکلیف کی حالت ہوتی تھی اور ہنسی خوشی برداشت کرتے تھے، یہاں تک کہ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ جب مل کے بیٹھتے تھے تو ہمیشہ ہنستے کھیلتے خوشیوں کے ساتھ، مجال ہے جو کسی کو ذرا بھی احساس ہو کہ اندر سے یہ شخص کتنی کوفت قبول کر رہا ہے اپنے لئے۔ کتنی مشکل میں سے گزر کر یہ ہمارے دل رکھ رہا ہے مگر رضائے باری تعالیٰ، اللہ نے حکم دیا تھا آپ نے کہا ٹھیک ہے میں حاضر ہوں۔ ”مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امر سے مجبور ہوں۔“ فرمایا ”میں باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی امر کی تعمیل کی بنا پر ہے۔“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے نشانات براہین احمدیہ میں لکھے تھے ان میں سے سوواں نشان جو براہین احمدیہ کی ایک پیش گوئی ہے اس کے صفحہ ۲۳۱ میں درج ہے اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرما رہے ہیں کہ تمہیں میرے ماضی کے حالات کا پتہ نہیں کیا حالات تھے اور انہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ تمہیں میں ضرور باہر نکالوں گا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت اس کا مضمون سمجھ نہیں آ رہا تھا تمہا پسند، علیحدگی میں بیٹھے ہوئے اور یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے وہم و گمان بھی نہیں آسکتا تھا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اتنی شہرت دے گا مگر خدا تعالیٰ کی شان

دیکھیں کہ اس شہرت کے لئے پہلے سے ہی تیاری کی ہوئی تھی۔ ساری تیاریاں موجود تھیں جب وہ وقت آتا تھا اس وقت یاد آتا کہ اللہ تو پچیس سال پہلے مجھے یہ سب کچھ بتا چکا تھا۔

اس مضمون کو آپ یوں بیان فرما رہے ہیں۔ ”براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اس کے صفحہ ۲۳۱ پر درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لا تَمْسَسُ مِنْ رُوحِ اللَّهِ إِلَّا إِنْ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبًا. إِلَّا إِنْ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبًا. يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فِجْعٍ عَمِيقٍ. يَنْصُرُكَ اللَّهُ مِنْ عِنْدِهِ. يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحَى إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ. وَلَا تَصْعَوْ لِخَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَسْتَمِّنَ مِنَ النَّاسِ. دیکھو صفحہ ۲۳۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء۔“

۱۸۸۲ء میں پہلا ماموریت کا امام ہوا ہے آپ کو اور مسیح لور مہدی کے منصب پر فائز ہونا بہت بعد کا واقعہ ہے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بطور مہدی بیعت لینے کی اجازت فرمائی ہے تو یہ اس سے بہت پہلے کے واقعات ہیں۔ براہین احمدیہ جو چھپی تھی اس میں گویا ان سب باتوں کی پہلے سے پیش گوئی موجود تھی۔ فرماتے ہیں ”براہین احمدیہ مطبوعہ ۸۲-۱۸۸۱ء، مطبع سیر ہند پریس امر تسر۔“

ترجمہ: یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ہے۔ ”خدا کے فضل سے نو میدمت ہو اور یہ بات سن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو۔“ خبردار ہو کہ اس بات پر گواہ بن جاؤ اس کو اچھی طرح پلے باندر رکھو۔ اس کے لئے لفظ خبردار استعمال ہو سکتا ہے۔ خبردار بعض دفعہ خطرناک چیزوں سے بچنے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور بعض دفعہ اچھی چیزوں کو توجہ سے، غور سے دیکھنے کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے تو یہاں اس کا یہ موقع ہے۔ فرمایا ”خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ ان پر گڑھے پڑ جائیں گے۔“ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القاء کریں گے مگر چاہئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بد خلقی نہ کرے اور چاہئے کہ تو ان کی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اس پیشگوئی کو آج پچیس برس گزر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔

مجھے یہ پڑھتے ہوئے ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تعبیہ کہ تھک نہ جائے یہ ملاقاتوں کے دوران یاد آتی ہے خصوصاً جلسے کے بعد جو ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ اس میں لازم ہے کہ ہر ملاقاتی سے بشارت سے ملا جائے اور ان کی توقعات کو بھی پورا کیا جائے اور جتنا ملاقاتیں تھکتی ہیں اتنا سارا جلسہ نہیں تھکتا۔ کوئی تعریف کا کام نہیں تھکتا۔ میں اپنے بچوں کو بعد میں کہا کرتا ہوں کہ اب میں آرام سے بیٹھا ہوں اب مجھے کھانا دو، مجھے پتہ لگے کہ سکون کیا ہوتا ہے اور جن سے مل رہا ہوتا ہوں ان کی جدائی کا غم بھی ہو رہا ہوتا ہے، یہ بھی افسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ جلدی ملاقات ختم کر رہا ہوں، یہ بھی کہیں بد خلقی ہی نہ ہو۔ ان کو تسلی دیتا ہوں، ان کو بتاتا ہوں کہ بہت مجبوریاں ہیں، وقت تو ہوا ہے اس لئے آپ کو رخصت کرنا بھی میری ایک مجبوری ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ ایک عجیب سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس کی خاطر جو آپ کام کرتے ہیں ان میں بعینہ وہی مضمون جو پیاروں سے ملنے کا ہے آپ کے دل پر جاری بھی ہو جاتا ہے۔ ان سے ملنے کی محبت، اس کی خوشی، ان کی جدائی کا غم لیکن وہ بوجھ جو دل پر ساتھ ساتھ پڑ رہا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی خبر دے دی تھی اور بعینہ یہی حال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ بے انتہا بوجھ اٹھائے ہیں، اتنا کہ ہم آج ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کھانا ان کے لئے خود لے کے آنا، آنے والے سے پوچھنا، اس کو عزت سے بٹھانا اور پھر بہت لمبا عرصہ تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے کھانا لا کر ان کو پیش کرتے رہے۔ اب یہ بتائیں کہ ایک نبی سے کم کس کا حوصلہ ہو سکتا ہے۔ جو اللہ انھیں اختیار کر چکا ہو صرف اس کو یہ توفیق مل سکتی ہے۔

اب جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ گدھے مولوی، ان کو کیا پتہ کہ انھیں ہوتا کیا ہے۔ ان کو کیا پتہ کہ رضائے باری تعالیٰ کے نتیجے میں کیسے کیسے متضاد حالات سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور دونوں متضاد حالات بیک وقت سچے بھی ہوتے ہیں۔ یہ کیفیتیں انبیاء کی کیفیات ہیں اور دنیا کے جلاء ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے مگر ذرا بھی آنکھیں کھول کر دیکھیں تو ان کو یقین ہو جائے کہ یہ شخص جس کے یہ حالات ہیں یہ لازماً اللہ کا برگزیدہ نبی ہے اس کے سوا ہونہی نہیں سکتا۔ ”غرض کچھ بھی تو نہیں تھا اور میں صرف ایک احد من الناس تھا اور محض گناہ تھا۔“ اتنا اقتباس پڑھ کر میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔



(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا) میں نے ایک گزشتہ خطبے میں اعلان کیا تھا کہ جب مغرب کی نماز کا وقت ساڑھے چار ہو جائے گا اس وقت جمعہ کے اختتام کے وقت عصر کا وقت شروع ہو چکا ہو گا۔ اس لئے جب تک ساڑھے چار سے واپس وقت اوپر نہیں جاتا اس وقت تک آئندہ عام نمازیں نہیں مگر جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز ساتھ پڑھی جائے گی۔ آج بھی ایسا ہی ہو گا لیکن یاد رکھیں کہ جمعہ کی دو سنتیں فرض ہیں، کم از کم دو سنتیں۔ اس لئے امید ہے کہ آپ ویسے ہی سنتیں پڑھ چکے ہو گئے مگر اگر کسی نے نہ پڑھی ہوں تو وہ تکبیر کے دورا ن ہی جلدی جلدی سنتیں ادا کر لے تاکہ جو پہلی دو سنتوں کا فریضہ ہے وہ پورا ہو جائے۔ ورنہ عصر جمع ہو جائے تو پھر مغرب تک سنتیں ادا کرنے کا وقت ہی کوئی نہیں رہتا کیونکہ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک پھر کوئی نماز بھی نہیں ہونی چاہئے۔